خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...ی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

بدھ 31- مئی 2000ء

روزنامہ

CPL 61

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسّمیع خان

PH: 0092 4524 213029

بدھ 31 مئی 2000ء - 26 صفر المظفر 1421 ہجری- 31 ہجرت 1379 ہش جلد 50-85 نمبر121

ماتحتوں کے حقوق

حضرت ابوذر غفاریؓ نے ایک غلام پر کچھ سختی کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ناراض ہوئے اور فرمایا۔

یہ لوگ تمہارے بھائی اور خدمت گار ہیں جنہیں خدا نے تمہاری نگرانی میں دیا ہے۔ پس جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ اور اگر کوئی مشکل کام ان کے سپرد کرو تو ان کی مدد کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجا ھلیة حدیث 29)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک (-) اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا۔ تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہو گا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا۔ تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا اور تو کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اس کی ہمدردی میری ہی ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہے گا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہو گا؟ کبھی نہیں.' حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی' مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

(-) میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 215-216)

حصول محبت الٰہی کا ذریعہ۔

بیوت الحمد منصوبہ

○ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے اور ان کی ضروریات کے مطابق زندگی کی بہتر سہولتیں مہیا کرنے کو خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بیوت الحمد منصوبہ اس مقصد عالی تک پہنچنے کا بہترین زینہ ہے۔ اس منصوبہ کے تحت بیوگان اور بے سہارا لوگوں کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہر قسم کی سہولت سے آراستہ بیوت الحمد کالونی ربوہ میں 85 ضرورت مند خاندان آباد ہو کر اس منصوبہ کی برکات سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ابھی اس کالونی کی تکمیل میں دس کوارٹر بننا باقی ہیں۔ اسی طرح تقریباً چار صد مستحقین احباب کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کے لئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ ضرورتمندوں کا حلقہ وسیع ہونے کے باعث اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں پورے مکان کے اخراجات (جو آج اندازاً 5 لاکھ روپے ہے) سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش کرنا پسند فرمائیں۔ مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

امید ہے آپ اس کار خیر میں اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لے کر خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔ جزاکم اللہ الحسن الجزاء

(سیکرٹری بیوت الحمد سوسائٹی)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سیکرٹریان تعلیم متوجہ ہوں

○ 1- حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہر احمدی لڑکا میٹرک اور لڑکی مڈل تک لازمی طور

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل میگزین

ترتیب و تحریر: فخر الحق شمس

یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"آج میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب میں اس شہر (لدھیانہ۔ ناقل) میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔

پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے؟ دنیا کے لوگوں نے تو چاہا کہ اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو وہ کبھی کا اس کو مٹا چکے ہوتے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا ان کو روک نہیں سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خدا تعالیٰ ان کا ارادہ نہ کرے وہ کبھی ہو نہیں سکتی ہیں"۔

(لیکچر لدھیانہ صفحہ 250-251)

سائنس کے اصول سے واقفیت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں ہمارے دوست دینی علوم سے واقف ہوں وہاں کچھ کچھ انہیں سائنس کے ابتدائی اصول سے ضرور واقفیت ہونی چاہئے کیونکہ ان کا جاننا بھی اس زمانہ کے لحاظ سے بہت ضروری ہے"۔

(مشعل راہ صفحہ 523)

باطنی اور ظاہری حسن

سیر و تفریح اور ورزش انسانی صحت کے لئے از حد ضروری ہیں اور ہرگز نیکی اور بڑی عمر کی شان کے منافی نہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے دوڑ کا مقابلہ فرمایا۔ حضرت مسیح موعود سے بھی ایک مرتبہ دینی غیرت کے اظہار کے طور پر ایک سکھ کو نیچا دکھانے کے لئے دوڑ کا مقابلہ ثابت ہے جس میں آپ نے اس کا غرور توڑا اور اسے مات دی۔ اسی طرح اپنی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مگدر پھیرنا بھی آپ سے ثابت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قادیان سے باہر کبھی کبھی شکار کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور ایک مرتبہ دریائے بیاس کے کنارے آپ نے اپنے بچوں اور خدام کے ساتھ دوڑ کے مقابلے میں بھی شرکت فرمائی۔ ان ساری پر حکمت باتوں پر اگر انسان عمل کرے تو وہ باطنی اور ظاہری حسن دونوں سے مالا مال ہو سکتا ہے۔

(ورزش کے زینے سے اقتباس)

افواہ کیسے پھیلتی ہے؟

سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کر دینا یا اس پر عمل کرنا افواہ کہلاتا ہے۔ افواہ سازی کے نقصانات سے سب واقف ہیں۔ اگر افواہ جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی چلی جائے تو بہت نقصان کرتی ہے۔ لیکن بعض اوقات افواہ سے دلچسپ حرکتیں اور پر مزاح واقعات بھی جنم لیتے ہیں۔ جس کے بعد انسان خود شرمندگی محسوس کرتا ہے کہ اس نے بغیر تحقیق کے فلاں بات پر کان کیوں دھرا۔ افواہ کے متعلق درج ذیل واقعہ امریکی مزاح نگار جیمس تھر پر کے ایک دلچسپ مضمون سے ماخوذ ہے۔

مشہور شہر کولمبس کی ہائی اسٹریٹ میں زندگی بھرپور انداز سے رواں دواں تھی۔ اچانک ایک آدمی نے دوڑ لگا دی۔ شاید وہ گھر جلدی جانا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اخبار والا لڑکا بھی بھاگنے لگا۔ اتفاق سے ایک اور معزز آدمی بھی تیز تیز چلنے لگا۔ بس پھر کیا تھا ہر کوئی بھاگ رہا تھا' ایک احمقانہ دوڑ شروع ہو گئی۔ کسی نے بھی معاملہ جاننے کی کوشش نہ کی۔ اس طرح دس منٹ میں ہائی اسٹریٹ دوڑ کے میدان کا نمونہ پیش کر رہی تھی اسی طرح کسی شخص نے ڈان کہا اور ایک بوڑھی عورت نے ڈیم سمجھا اور کہہ دیا کہ ڈیم ٹوٹ گیا ہے پھر کیا تھا یہ افواہ جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی۔ ہر کوئی خوف زدہ انداز میں بھاگنے لگا۔ کیونکہ بند پہلے بھی ٹوٹ چکا تھا اور کافی نقصان ہوا تھا۔ "بند ٹوٹ گیا" کی آوازوں کے ساتھ ہی اچانک یہ افواہ بھی گردش کرنے لگی کہ مشرق کی طرف جاؤ۔ کیونکہ مشرقی حصہ قدرے بلند ہے اور سیلاب سے محفوظ ہے۔

اس طرح ہائی اسٹریٹ پانی کی بجائے تقریباً تین ہزار آدمیوں سے بھری پڑی تھی۔ سب کے سب پیدل بھاگ رہے تھے۔ کسی کو کار استعمال کرنے کا خیال تک نہ آیا۔ حالانکہ وہاں کاریں موجود تھیں۔

آخر کار پولیس اور فوج کی مدد سے حالات پر قابو پایا گیا کافی کوششوں کے بعد لوگوں کو یقین دلایا گیا کہ بند نہیں ٹوٹا۔ دوسرے دن کاروبار زندگی معمول کے مطابق تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ دراصل لوگ گذشتہ دن کے واقعہ کی وجہ سے شرمندہ تھے۔

بھنڈی۔ نعمت خداوندی

موسم گرما کی ایک پسندیدہ سبزی ہے۔ طب یونانی میں مزاج کے اعتبار سے یہ سرد ہے۔ اس میں حیاتین الف' ب' ج' معدنی نمکیات' چونا' فاسفورس' آئیوڈین اور لوہا موجود ہوتے ہیں۔ گھر کے باغیچوں میں بھنڈی کی کاشت بڑی آسانی سے کی جا سکتی ہے۔ اس کی کاشت کے لئے گرم مرطوب موسم موزوں ہوتا ہے 25 سے 30 سینٹی گریڈ درجہ حرارت میں اس کا بیج تیزی سے اگتا اور بڑھتا ہے۔

مزاج سرد ہونے کی وجہ سے بھنڈی ان لوگوں کے لئے موزوں ہے جو گرمی سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس میں غذائی حرارے کم ہوتے ہیں اس لئے موٹاپا پیدا نہیں ہوتا۔ سالن کے علاوہ یہ بطور دوا بھی استعمال کی جاتی ہے۔ مثانے کے ورم' پیشاب کی نالی میں سوزش اور پیشاب میں جلن ہو تو بھنڈی کا جوشاندہ فوری طور پر سکون دیتا ہے۔

جو افراد خدا تعالیٰ کی اس نعمت کو نہیں کھاتے یا مجبوراً کھاتے ہیں ان کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس مفید غذا کو استعمال نہ کر کے نہ صرف ایک اچھی چیز سے محروم ہو رہے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمت کی بھی قدر نہیں کر رہے۔

کمپیوٹر ڈکشنری

آٹو میٹک چیک۔ ہارڈ ویئر میں ایسا انتظام کہ معلومات سٹور ہونے' ڈسپلے ہونے یا منتقل ہونے میں خود بخود غلطی معلوم کی جا سکے۔

آڈیو رسپانس۔ کمپیوٹر کی آؤٹ پٹ کی وہ قسم جس میں آواز کی صورت میں انفارمیشن ملتی ہے۔ بعض صورتوں میں انکوائری پری کوڈڈ طرز کی ہوتی ہے اور اسکا جواب آواز میں آتا ہے۔ یہ انکوائری اس طرح کی ہونی چاہئے کہ کمپیوٹر میں اسی کے مطابق آڈیو رسپانس تیار کی گئی ہو۔

آٹو میٹک پروگرامنگ۔ وہ تکنیک جس سے کمپیوٹر مشین کسی مسئلے کو ایسے آپریشنز میں بدلتی ہے جو خود بخود کوڈڈ ہو جاتے ہیں۔ یا یہ عام لینگویج سے کمپیوٹر کی موزوں لینگویج میں تبدیلی لانے کا طریقہ ہے۔

ہم نے مانا کہ ....

آہ کو چاہئے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

یک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل
گرمی بزم ہے اک رقص شرر ہونے تک

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

(دیوان غالب سے انتخاب)

قرض ہنسنا

بینک سے قرض لینے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ پہلے آپ یہ ثابت کریں کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک بینک کو قرض لوٹانے کی بات ہے تو بینک قرض دینے کے لئے ہوتے ہیں لینے کے لئے نہیں۔ ایک بڑے بینک آفیسر کے بقول تو قرض حسنہ اب قرض ہنسنا بن گیا ہے۔ جب کبھی کسی بڑے مقروض کو قرض واپس کرنے کے لئے کہا جائے تو وہ آگے سے ہنسنے لگتا ہے۔

(یونس بٹ کی 'کلاہ بازیاں' سے اقتباس)

اینٹی بایوٹک کیا ہے؟

لفظ اینٹی بایوٹک اصل میں اینٹی باڈیز سے وجود میں آیا ہے اور اینٹی باڈیز خون کے اس جزو کو کہتے ہیں جو جسم میں قوت مدافعت پیدا کر کے کسی بیماری کی صورت میں جراثیم کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ یہ بیماری کے جسم سے مستقل ختم ہونے تک خون میں موجود رہتا ہے۔ جس طرح ہر بیماری کے لئے ایک الگ دوا ہوتی ہے اسی طرح ہر بیماری کے لئے جسم میں اینٹی باڈیز بھی مختلف ہوتی ہیں۔ یہ اینٹی باڈیز پر حملہ ہونے کے بعد بننا شروع ہوتی ہیں۔ اسی لئے مریض کو بیماری کے آغاز میں تکلیف یا بخار کی حرارت زیادہ ہوتی ہے۔ جب کہ بعد میں آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور اسی وجہ سے معمولی بیماری کی صورت میں بخار ایک آدھ دن میں دوا کے بغیر اتر بھی جاتا ہے اور جسم اینٹی بایوٹک دوا کے غیر ضروری اثرات سے محفوظ بھی رہتا ہے۔

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 2 روپے 50 پیسے

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

"وہ شخص دھوپ میں دیکھو تو چھاؤں جیسا تھا!"

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب جماعت احمدیہ میں ایک خاص مرتبہ رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی مبارک اور مبشر اولاد ہونے کے ناطے انہیں خاص مقام حاصل تھا پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے چھوٹے بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت میاں صاحب پر بعض ذمہ داریاں عاید ہوتی تھیں ان کا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ امام کی اطاعت ہر احمدی کرتا ہے مگر حضرت میاں صاحب کی شخصیت کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ اطاعت میں بھی زیادہ تر تھے جہاں عام لوگوں کی اطاعت مکمل ہوتی تھی حضرت میاں صاحب اکمل تر اطاعت کا نمونہ پیش کرتے تھے۔ پھر حضرت میاں صاحب جماعت کے اہم عہدیدار تھے اور نظارت کی بعض ذمہ داریاں بھی ان کے سپرد تھیں۔ اس لئے ان کی ذمہ داریاں دوسروں سے بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ ہم نے جب سے حضرت میاں صاحب کو دیکھنا شروع کیا' انہیں امام کے سامنے سراپا اطاعت پایا۔ قادیان کی بات ہمیں یاد ہے کہ حضرت صاحب کے سامنے حضرت میاں صاحب یوں کھڑے ہوتے تھے جیسے خدمت گار کھڑے ہوتے ہیں نہایت ادب اور انکسار سے حضرت صاحب سے مخاطب ہوتے۔ بات کرنے سے حتی الوسع گریز کرتے۔ سمعنا و اطعنا کی سمجھ حضرت میاں صاحب کا نمونہ دیکھ کر آتی تھی۔ سمعنا سے زیادہ اطعنا کا نمونہ پیش کرتے تھے۔ حضرت صاحب کا کوئی ارشاد ملتا تو اسے بہت غور سے سنتے یا پڑھتے اور پھر اس پر لفظاً اور معناً مکمل عمل کرتے۔ ہم نے اپنے بچپن میں حضرت میاں صاحب کو ہمیشہ شلوار قمیض اور کوٹ میں ملبوس دیکھا۔ ان کا کوٹ لمبا ہوتا تھا ہاف کوٹ سے ذرا سا زیادہ اصطلاح میں اسے ٹرکش کوٹ کہا جاتا تھا۔ پرانے بزرگوں کی بعض تصویریں ہم نے دیکھیں وہ بزرگ ایسا کوٹ پہنتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے لباس کا تو یہ کوٹ حصہ تھا۔

حضرت میاں صاحب سر پر پگڑی باندھتے مگر کلاہ پر باندھنے کے باوجود طرہ والی پگڑی نہیں ہوتی تھی جیسے رؤسا باندھتے تھے۔ حضرت میاں صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے تتبع میں پگڑی بھی اسی انداز کی باندھتے تھے۔ ایک دو بار انہیں کالی ٹوپی اوڑھے بھی دیکھا مگر یہ یاد نہیں کون سا موقعہ تھا۔ گلے میں سرخ رومال باندھنا ان کا تخصص تھا۔ اور یہ سرخ رومال ان پر بہت پھبتا تھا۔ گول فریم کی عینک پہنتے تھے اور بعض اوقات پڑھتے وقت اتار بھی لیتے تھے۔ کوئی حوالہ غور سے دیکھنا ہوتا تو عینک اتار کر آنکھوں کے قریب لا کر پڑھتے تھے۔

قادیان میں تو ہماری حضرت میاں صاحب سے دور کی شناسائی تھی۔ دیکھنا بھی تو انہیں دور سے دیکھا کرنا مگر ربوہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر رہنے اور خدمت کرنے کا کچھ موقعہ ملا اور ہم اس دور کو اپنی زندگی کا زریں دور سمجھتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو بخدا ہم کتنی بڑی نعمت سے محروم رہ جاتے!

یہ 1952ء کی بات ہے۔ ہم میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد انجمن میں کام کرنے لگے۔ ہماری انجمن کی خدمت کا آغاز فور ہسپتال سے ہوا۔ ہم اس ہسپتال میں کلرک مقرر ہوئے۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد 1953ء میں ہمیں ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔ تفصیل کسی جگہ لکھ چکا ہوں مختصراً یہ کہ ہسپتال سے فراغت کا پروانہ لے کر ہم حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان دنوں انہیں اپنے دفتر میں کسی کلرک کی ضرورت تھی۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب سیالکوٹی (مالک حبیب کلاتھ ہاؤس ربوہ) اس وقت حضرت میاں صاحب کے دفتر کے ہیڈ کلرک تھے دفتر کا نام تھا دفتر حفاظت مرکز۔ اس دفتر کے سپرد درویشان قادیان کی اور پاکستان میں ان کے لواحقین و متعلقین کی دیکھ بھال کا کام تھا۔ یہ بڑا ذمہ داری کا اور نازک کام تھا کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی قادیان کے بارہ میں بہت حساس تھے۔ ہم حاضر ہوئے تو حضرت میاں صاحب نے دفتر امور عامہ سے ہمارے بارہ میں رپورٹ مانگی۔ اس میں یہ نہیں پوچھا کہ ہمیں ہسپتال سے کیوں فارغ کیا گیا ہے؟ کیونکہ وہ تو ہم خود انہیں بتا چکے تھے۔ پوچھنا اس لئے ضروری تھا کہ انجمن کے قواعد میں یہ بات شامل تھی کہ کسی کارکن کو رکھتے وقت امور عامہ سے پوچھ لیا جائے کہ اس کارکن کے خلاف نظام جماعت کو تو کوئی شکایت نہیں؟ چنانچہ جواب باصواب آنے پر ہم نے کام شروع کر دیا۔ ہمارے سپرد عام طور پر دعائیہ خطوں کا جواب لکھنا تھا اور حضرت میاں صاحب کو سینکڑوں خط دعا کی غرض سے آتے تھے اور میاں صاحب سب ہی خطوں کا جواب دیتے تھے۔ ہمیں یاد ہے کوہاٹ میں کوئی میجر زین العابدین صاحب تھے ان کے ہفتہ میں دو خط آتے تھے اور جواب میں بھی دو خط جاتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دو خطوں کا جواب ایک خط میں دے دیا گیا ہو۔ حضرت میاں صاحب اس بارہ میں بہت محتاط تھے ان کی ہدایت تھی کہ ہر خط کا جواب جانا چاہئے۔

لوگ
بہت اخلاص سے خطوط لکھتے اور اپنے لئے دعاؤں کی درخواست کرتے تھے۔ حضرت میاں صاحب مکرمی و محترمی ہر خط کے ساتھ لکھتے تھے جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ ہر احمدی کے خط میں پیارے کا لفظ ضرور لکھتے ہیں۔ دستخطوں سے پہلے خاکسار کا لفظ بڑھا دیتے تھے کیونکہ کارکن تو لکھتے وقت خاکسار لفظ نہیں لکھتے تھے۔ پھر ہدایت ہوئی کہ خاکسار کا لفظ بھی کارکن ہی لکھ دیا کریں تاکہ حضرت میاں صاحب کو دستخط کرتے وقت زیادہ وقت نہ ہو۔

اس زمانہ میں حضرت میاں صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ گھر میں بہت سے بے سہارا بچے پل رہے تھے ایک تو ہمارے ہوتے ہوئے آیا۔ نام ذہن سے اتر رہا ہے غالباً ماسٹر غلام محمد صاحب اوکاڑہ میں راہ مولا میں قربان ہوئے تھے ان کا چھوٹا سا بچہ حضرت میاں صاحب نے پال لیا۔ بڑا معصوم سا چھوٹا سا بچہ تھا۔ وہ گھر میں زیادہ وقت میاں صاحب کی چارپائی کی پٹی سے لگا بیٹھا رہتا۔ اس کے سپرد کام تو کیا ہوتا وہ بس میاں صاحب کو اور ہمیں کام کرتے دیکھتا رہتا۔ اس کے بعد اس سے رابطہ نہیں ہوا کہ وہ بچہ بڑا ہو کر کیا بنا۔ ہم نے تو اسے اس معصومیت کی عمر میں ایک دو برس ہی دیکھا۔ اسی طرح ایک چھوٹی سی لڑکی بھی تھی شاید اس کا نام زرینہ تھا اس کی اماں گھر کا اوپر کا کام کرتی تھی مگر وہ بچی گھر کا فرد تھی کام وام کیوں کرتی؟ ہاں اتنا ضرور ہے کہ گرمیوں کے موسم میں ہم حاضر ہوتے تو وہ اندر سے ہمارے لئے ٹھنڈا شربت لاتی تھی کیونکہ اس بات کا تو سوال ہی نہیں تھا کہ کوئی کارکن باہر سے گرمی میں حاضر ہو اور میاں صاحب اسے شربت پلائے بغیر کام میں لگا لیں۔ ہمارا کام چھٹی کے دنوں میں بھی جاری رہتا۔ ہم ڈاک لے کر گھر پر حاضر ہوتے۔ دربان اندر اطلاع کرتا ہم برآمدہ میں پہنچ کر دروازہ پر السلام علیکم کہتے اور اندر سے اجازت ملنے کا انتظار کرتے۔ حضرت میاں صاحب کی میٹھی آواز آتی آجایئے اور ہم اندر پہنچ جاتے۔ میاں صاحب کی پہلی نظر ہمارے لباس پر پڑتی کہ کیا ہم نے ان کی ہدایت کے مطابق پورا لباس پہنا ہوا ہے یا نہیں؟ اور پورے لباس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ سر پر تولیہ ہے یا نہیں؟ گردن پر کوئی کپڑا رکھا ہے یا نہیں؟ سر کو ڈھانکنا ضروری خیال فرماتے تھے اور وہ ہم گرمیوں میں تولیہ سے ڈھانک لیتے تھے۔ حضرت میاں صاحب کے مکان میں کھلا برآمدہ تھا سیڑھیاں چڑھ کر سیدھے حضرت میاں صاحب کا کمرہ تھا۔ پچھلے پہر کی دھوپ سیدھی کمرے پر پڑتی تھی اور کمرہ تپ جاتا تھا۔ ائرکنڈیشننگ تو بہت بعد کی بات ہے اس وقت حضرت میاں صاحب پنکھے کے نیچے ایک ٹب پانی سے بھرا ہوا رکھوا دیتے اور اس ٹب میں برف کا ایک بڑا سا ڈلا تیرتا رہتا۔ اس سے گرمی میں خاصی بچت ہوتی۔ خس کی ٹٹیوں کا کوئی رواج نہیں تھا نہ ڈیزرٹ کولر کا۔ یہ سب سہولتیں بعد کی ہیں مگر اس جھلستی گرمی میں بھی کام جاری رہتا تھا۔ جمعہ کے روز بھی کام ہوتا ہاں اتنا ہوتا کہ جمعہ کے وقت حضرت میاں صاحب کے گھر سے عین وقت پر نکلتے۔ ایک جانماز ساتھ رہتی۔ چھتری ضرور تان لیتے۔ بیت الذکر میں پہنچتے جہاں جگہ ملتی وہیں اپنی جانماز بچھا لیتے اور تشریف فرما ہو جاتے لوگوں کے اوپر سے آگے جانا انہیں بہت کھلتا تھا ہرگز ایسا کرنا روا نہیں جانتے تھے۔ کئی لوگ ان کے بعد تشریف لاتے اور پھلانگ پھلانگ کر آگے بڑھتے حضرت میاں صاحب منہ سے تو کچھ نہ فرماتے البتہ چہرے پر ناگواری کا تاثر ضرور پیدا ہوتا۔ نماز ختم ہوتے ہی واپس۔ پہلے کی اور بعد کی سنتیں گھر میں پڑھتے تھے۔ اس کے بعد پھر دفتر کا کام شروع ہو جاتا۔ پھر حضرت میاں صاحب نے یہ جان لیا کہ یہ شخص لکھنے میں طاق ہے تو اپنے مضامین بھی لکھوانے لگے۔ ہمیں اس کا بہت فائدہ ہوا الفاظ کے صحیح استعمال اور انہیں مناسب و موزوں اور موقع و محل کے مطابق برتنے کا سلیقہ ہم نے حضرت میاں صاحب سے سیکھا۔ اگر ان کے مضامین کی ڈکٹیشن نہ لی ہوتی تو الفاظ کے دروبست سے شناسائی نہ ہو پاتی۔ حضرت میاں صاحب لکھوانے کے بعد ایک نظر خود ڈالتے تھے اور اس دوران الفاظ کی درستی کرنے کے علاوہ بعض اہم الفاظ اور فقروں کے نیچے سرخ روشنائی سے نشان لگا دیتے اور کاتب کو یہ ہدایت ہوتی کہ ان نشان زدہ لفظوں یا فقروں کو جلی قلم سے لکھے۔ ایک بار یوں ہوا کہ حضرت میاں صاحب کے سرخ روشنائی والے قلم میں روشنائی ختم ہو گئی۔ لکھنے میں وقت ہوئی تو ہم نے کہا اس میں "سرخ سیاہی" ختم ہو گئی ہے۔ بہت مزے سے ہنسے۔ فرمانے لگے سیاہی تو صرف سیاہی ہوتی ہے دیگر رنگوں کے لئے روشنائی کا لفظ بولتے ہیں۔ یہ کہو "سرخ روشنائی" ختم ہو گئی ہے۔ ہم نے یہ باریکی پہلی بار حضرت میاں صاحب سے سیکھی۔ الفاظ کو جلی قلم سے لکھنے کی ہدایت علیحدہ سے ایڈیٹر صاحب الفضل کو یا مضامین کی کتابت کرنے والے کو بھیجی جاتی تھی اور حضرت میاں صاحب اس باب میں بہت محتاط بھی تھے اور حساس بھی۔ مضمون چھپتا تو غور سے پڑھتے کہ ان کی ہدایات کے مطابق لکھا گیا ہے یا نہیں؟ انہیں اس بات کا احساس رہتا تھا کہ جماعت ان کے ایک ایک لفظ کو کس طرح غور سے پڑھتی اور اس پر عمل کرتی ہے۔

ایک بار حضرت میاں صاحب کی طبیعت خراب تھی۔ تین چار روز ڈاک ملاحظہ نہ فرما سکے۔ ہم طبیعت کا پوچھنے کو حاضر ہوئے تو دریافت فرمایا ڈاک کہاں ہے؟ ہم نے کہا ہم تو ساتھ نہیں لائے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں بعد میں دیکھی جائے گی۔ حضرت میاں صاحب پر جو جلال کی کیفیت طاری ہوئی اسے بیان کرنا بہت مشکل ہے فرمانے لگے ہم کون ہوتے ہیں ایسا کرنے والے؟ فوراً ڈاک لائیں اور کام ختم کریں۔ غرض ہم واپس ہوئے ڈاک کا پلندہ اٹھایا جو خاصا بھاری ہو چکا تھا ساری ڈاک نکالنے کے بعد چھٹی ہوئی۔ کام ختم ہو چکا تو حضرت میاں صاحب کی طبیعت میں سکون آیا۔ ہم رخصت ہونے لگے تو اس روز خاص توجہ سے اپنے غصہ کی تلافی فرمائی اور کچھ دیر محض گفتگو کرنے کے لئے ہمیں روک لیا کہ اگر ان کے غصہ کی وجہ سے ہمیں کوئی دکھ ہوا ہے تو وہ دور ہو جائے۔ اگلے روز خاص طور پر سے ہماری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلدہی فرمائی اور گھر میں پکی ہوئی کوئی چیز ہمیں خاص طور سے کھلائی۔

حضرت میاں صاحب کے پاس لوگ صدقہ کی رقوم بھی بھیج دیتے تھے کہ انہیں مستحقین میں تقسیم کردیں۔ حضرت میاں صاحب مستحقین میں بانٹ دیتے مگر اس باب میں اخفاء کے قائل تھے۔ ایک بزرگ تھے جو بیمار تھے اور کام کاج کرنے سے بالکل معذور تھے ان کے رشتہ دار خاصے خوشحال لوگ تھے مگر ہمیں اور صرف ہمیں اس بات کا پتہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کے اس ناداروں کی امداد کے فنڈ سے ان کو ایک معین رقم ملتی تھی اور اتنے اخفاء سے ملتی تھی کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی تھی۔ پھر ان کا انتقال ہوگیا اب ان کی اولاد بڑی خوشحال ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی مخلص اور جماعت کی خدمت گزار ہے۔ بہت سی بیوگان کا وظیفہ مقرر تھا' بہت سے سفید پوش نادار اس امداد سے مستفید ہوتے تھے مگر حضرت میاں صاحب کا عمل یہ تھا کہ ایسے لوگوں کا کسی صورت میں اعلان نہیں ہونا چاہئے۔ بہت بعد کی بات ہے ایک بار موجودہ حضرت صاحب نے وقف جدید کے زمانہ میں ہمارے ایک دوست کو کچھ رقم عنایت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ صدقہ کا ایک مصرف تالیف قلب بھی ہے۔ میں نے جس سفید پوش کی مدد کی ہے وہ بچارا کسی کے سامنے ہاتھ کیسے پھیلاتا؟ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کا اسوہ بھی یہی تھا۔

اپنی ساری اولاد میں سے حضرت میاں صاحب کو مرزا مجید احمد صاحب سے زیادہ پیار تھا اس لئے کہ صاحبزادہ مرزا مجید احمد واقف زندگی تھے اور افریقہ میں کماسی کے کالج کے پرنسپل تھے۔ وہاں سے واپس تشریف لائے تو تعلیم الاسلام کالج میں پڑھانے لگے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ میاں صاحب کی ساری اولاد ہی بہت مخلص ہے اور جماعت کے ساتھ والہانہ تعلق رکھتی ہے مگر خصوصی محبت میاں مجید احمد صاحب کو ملی۔ افریقہ سے ان کا کوئی خط آتا تو اس روز میاں صاحب کی خوشی دیکھنے کی ہوتی۔ دعائیں بھی میاں مجید احمد صاحب نے بہت لیں۔ میاں مظفر احمد دنیاوی لحاظ سے بڑے بلند مراتب تک پہنچے اور اپنے والد ماجد کی خدمت کی بہت توفیق پائی۔ ایک بیٹا اور ایک داماد بریگیڈئر ہوئے۔

حضرت میاں صاحب جماعت کے بزرگوں کو دعا کے لئے باقاعدگی سے خط لکھتے رہتے تھے اگر گھر کا کوئی فرد بیمار ہو جاتا تو ان خطوں کا تانتا لگ جاتا۔ دعا کی افادیت پر جتنا یقین ہم نے حضرت میاں صاحب میں دیکھا کم ہی لوگوں میں دیکھا۔ یہ فلسفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ہمیں سمجھایا کہ خلیفہ وقت کو دعا کے لئے خط لکھتے ہی اس دعا کی قبولیت کا پورا یقین ہو جانا چاہئے کہ ہم نے حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں جس غرض کے لئے دعا کا خط لکھا ہے وہ یقیناً پوری ہوگی۔ ہم نے اس بات کو کئی بار آزمایا اور درست پایا۔ کئی معاملات کے بارہ میں ادھر حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کا خط لکھا ادھر اس دعا کی قبولیت کا نشان ظاہر ہونا شروع ہو گئے حالانکہ وہ خط حضرت صاحب کی خدمت میں شاید پہنچا بھی نہیں ہوگا۔ حضرت میاں صاحب کا اپنا اسوہ بھی یہی تھا کہ ہر معاملہ میں سب سے پہلے حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتے پھر بزرگوں کو لکھتے اور اس امر کا پورا یقین رکھتے کہ جس باب میں حضرت صاحب کو لکھا گیا ہے اس میں ضرور کامیابی ہوگی۔

جماعت احمدیہ کے ادب پر لکھتے ہوئے ہم نے یہ بات پہلے بھی لکھی ہے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب جماعت کے ادیبوں کے سالار ہیں۔ ان کی تحریر میں ایک خاص ادیبانہ شان اور دلآویزی ہے۔ ان کی نثر شاعرانہ نثر نہیں ہوتی تھی نہ مبالغہ سے مملو ہوتی تھی سیدھی سادہ عبارت ہوتی تھی مگر حضرت میاں صاحب الفاظ کے دروبست پر اتنی توجہ دیتے تھے کہ پڑھنے والا حیران ہوتا تھا کہ جو لفظ میاں صاحب نے لکھ دیا ہے اس کی جگہ کوئی دوسرا لفظ رکھنا ممکن نہیں رہا۔ آتش نے شاعری کے بارہ میں کہا ہے کہ

بندش الفاظ جڑنے سے نگوں کے کم نہیں
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

مگر حضرت میاں صاحب کے مضمون کا کاتب ہونے کے ناطے یہ بات ہم نے سیکھی کہ اچھی نثر لکھنا بھی مرصع سازی کا کام ہے۔ حضرت میاں صاحب ایک ایک لفظ پر توجہ دیتے تھے اور بعض اوقات کئی کئی بار کاٹتے تھے مگر جب کوئی لفظ حتمی طور پر لکھ لیتے تو وہ گویا نگینے کی طرح جڑا ہوا محسوس ہوتا۔ سہل ممتنع کی تعریف میں ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ اس میں لفظ یوں سادگی سے لکھے جائیں کہ ان میں سے کسی لفظ کو بدلا جائے تو معانی میں فرق آجائے۔ یہی حال حضرت میاں صاحب کی نثر کا تھا۔ سادہ مگر پر معارف۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کسی لفظ پر بہت غور کرنے کے بعد حضرت میاں صاحب نے ہمیں اس لفظ کے استعمال کے بارہ میں سند لینے کے لئے حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوری کی خدمت میں بھیجا اور ہم نے اس بات سے یہ سبق لیا کہ اب بھی کوئی لفظ استعمال کرنا ہو تو پہلے لغت دیکھتے ہیں کہ علمائے ادب نے وہ لفظ کن معنٰی میں استعمال کیا ہے۔ اس بارہ میں ایک تنبیہہ تو اللہ میاں نے فرمائی۔ ایک عزیز دوست کی ایک تحریر میں ہمیں ایک لفظ کا استعمال غلط نظر آیا۔ ہم نے بغیر لغت دیکھے انہیں لکھ دیا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ انہوں نے لغت دیکھ کر جواب دیا کہ صاحب ہم نے تو لغوی طور پر صحیح باندھا ہے آپ اسے غلط کس سند کی بنا پر کہہ رہے ہیں؟ ہم نے لغت دیکھی تو واقعی ہماری غلطی نکلی۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے یہ سبق بھی دیا کہ لفظوں کے بارہ میں لغت دیکھے بغیر کوئی فیصلہ نہ کیا کرو۔ لفظوں کی تحقیق و تفتیش کی عادت تو ہمیں حضرت میاں صاحب کے ساتھ کام کرتے ہوئے پڑ ہی گئی تھی مگر خدا معلوم ہم نے اس عزیز دوست کے ساتھ ایسی غیر علمی حرکت کیوں کی؟

حضرت میاں صاحب عربی کے ایم اے تھے مگر ان کا تخصص اسلامی تاریخ تھا۔ ان کی سیرۃ خاتم النبیین کو غیر بھی مستند مانتے ہیں۔ اس سیرۃ میں حضرت میاں صاحب نے کوئی بات قرآن کی سند کے بغیر نہیں لکھی۔

حضرت میاں صاحب کی ایک بات ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ آپ صحافیوں کا بہت احترام روا رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ جماعت کے مخالف صحافیوں کو بھی صحافی ہونے کے ناطے محترم جانتے تھے جماعت کے صحافیوں کا حد سے سوا احترام کرتے تھے۔ جب کوئی مضمون الفضل کو بھیجتے تو ایڈیٹر کے نام خاص خط لکھتے۔ ہم بہت حیران ہوتے کہ حضرت میاں صاحب یہ کیوں لکھتے ہیں کہ "اگر آپ کے اخبار کے لائق ہو تو شائع فرمادیں۔"

ایک بار ہم نے کہہ ہی دیا۔ فرمانے لگے ایڈیٹر مضمون چھاپنے کا پورا حق رکھتا ہے اس لئے ہم کسی ایڈیٹر کو مجبور نہیں کرسکتے کہ وہ ضرور ہمارا مضمون چھاپے البتہ امام وقت کا حق ہے کہ ان کی ہر بات بلاچون وچرا چھاپی جائے کسی اور کو یہ حق نہیں البتہ امام وقت کے ارشاد کے مطابق جو مضمون جماعت تک پہنچانے کی غرض سے لکھا جائے اس کو چھاپنا جماعتی جرائد و اخبارات پر لازم ہے مگر حضرت میاں صاحب کا طریق یہی رہا کہ اپنے مضامین اخبار کو بھجواتے تو ساتھ ایڈیٹر کا حق ضرور تسلیم کرتے۔ ہمیں یاد نہیں کہ کبھی ان کے کسی مضمون میں کبھی کسی ایڈیٹر نے کانٹ چھانٹ کی ہو یا ترمیم و تنسیخ سے کام لیا ہو۔ حضرت میاں صاحب کے مضامین میں ہر لفظ اپنی جگہ پر سومن کا بیٹھا ہوا لگتا تھا اسے کون بدلنے کی جرأت کرسکتا تھا؟ آپ کے اکثر مضامین چھوٹے چھوٹے مگر اہم مسائل پر ہوتے تھے۔ ہاں صحافیوں کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حمید نظامی مرحوم' جو نوائے وقت اخبار کے ایڈیٹر تھے' کی وفات پر حضرت میاں صاحب نے ایک تعزیتی شذرہ لکھا تھا جو الفضل کے پہلے صفحے پر شائع ہوا تھا۔ یہ شذرہ اس بے خوف' نڈر اور ملک و ملت کے بے لوث خادم کو جماعت احمدیہ کا خراج عقیدت تھا وہ شذرہ پڑھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ حضرت میاں صاحب کے دل میں "جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنے والے" اس صحافی کا کتنا احترام تھا۔ اب تو وہ ساری حق گوئیاں قصۂ پارینہ بن گئیں۔ صحافیوں میں سے ہی عبدالمجید سالک تھے۔ ان کا بھی بہت ہی احترام میاں صاحب کے دل میں تھا۔

حضرت میاں صاحب کے کردار کی ایک اور بات کہ آپ جماعت کے معاندین کے لئے بھی کبھی کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے جو تہذیب و متانت کے منافی ہو۔ معاندین کا احترام روا رکھنا اولیاء اللہ کو سزاوار ہے۔ پروفیسر حمید احمد خاں' پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے ربوہ تشریف لائے تو ہم انہیں ملاقات کے لئے حضرت میاں صاحب کی خدمت میں بھی لے گئے۔ جب تعارف ہوا کہ آپ مولانا ظفر علی خاں کے چھوٹے بھائی ہیں تو حضرت میاں صاحب نے ان کا ہاتھ دوبارہ تھام لیا اور فرمایا "آپ سے تو ہمارا دوہرا رشتہ نکل آیا۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ذات میں اتنی خوبیاں جمع ہو گئی تھیں کہ کسی ایک شخص کے لئے ممکن ہی نہیں کہ ان کی خوبیوں کا احاطہ کرسکے۔ البتہ کچھ لفظ لکھ دیئے کہ شاید اس طرح ہی اس بزرگ کی محبتوں مہربانیوں اور شفقتوں کا ذرا سا حق ادا ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیضان کو جاری رکھے۔ آمین

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رپورٹ اجتماع واقفین نو

ضلع سکھر۔ جیکب آباد (سندھ)

○ مورخہ 23۔ اپریل 2000ء کو ضلع سکھر۔ جیکب آباد کا سالانہ ضلعی اجتماع منعقد کیا گیا۔ دو اجلاس ہوئے جن میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم ناصر احمد منظور صاحب مربی سلسلہ ضلع سکھر نے سرانجام دیئے۔

پہلے اجلاس کی صدارت مکرم طاہر احمد صاحب قائمقام امیر ضلع سکھر نے کی۔ جس میں واقفین نو کے علمی مقابلہ جات (تلاوت۔ نظم۔ تقریر اور نصاب یاد کرنا ہوئے) نیز ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔

دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد دوسرے اجلاس کی صدارت مرکزی نمائندہ وکالت وقف نو مکرم رانا عزیز اللہ خاں صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ جس میں تمام واقفین نو کا انفرادی جائزہ لیا گیا بعد ازاں مقابلہ جات میں اول دوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ محترم مربی صاحب نے واقفین نو بچوں اور ان کے والدین کو مختلف امور کی طرف توجہ دلائی۔ فائلوں کی تکمیل۔ نصاب کی رضا کار کلاسز اور نماز پنجگانہ کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی۔ بعد دعا اجتماع کا اختتام ہوا۔

حاضری۔ واقفین نو۔ 9۔ واقفات نو۔ 3۔ والدین 14۔ دیگر احباب 18۔

(وکالت وقف نو)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رپورٹ زیارت مرکز

واقفین نو لاٹھیاں والا

ضلع فیصل آباد

○ مورخہ 15-4-2000 کو لاٹھیاں والا ضلع فیصل آباد سے واقفین نو کا 49 افراد پر مشتمل ایک وفد زیارت مرکز کے لئے ربوہ پہنچا۔ جس میں 37 بچے اور 12 والدین شامل تھے۔

دوران قیام وفد نے ربوہ کے قابل دید مقامات اور دفاتر دیکھے۔ مکرم وکیل صاحب وقف نو اور محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب سے بچوں کی ملاقات کروائی گئی جنہوں نے قیمتی نصائح سے نوازا مورخہ 16-4-2000 بعد دوپہر وفد ربوہ کی حسین یادیں لئے ہوئے واپس روانہ ہوگیا۔

(وکالت وقف نو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب

ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے (قرآن کریم)

پانی۔ دلچسپ حقائق

کرہ ارض پر پائی جانے والی اشیاء میں پانی سب سے زیادہ عام اور وافر مقدار میں موجود ہے اس لئے بظاہر اس کی کوئی قیمت نہیں۔ لیکن ہوا کے بعد حیواناتی و نباتاتی ہر قسم کی زندگی کے لئے یہ سب سے زیادہ اہم اور ضروری چیز ہے۔ کرہ ارض پر زندگی کا پایا جانا پانی ہی کی وجہ سے ہے۔ اور دوسری تمام معلوم شدہ کائنات میں زندگی کا موجود نہ ہونا پانی کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہی ہے۔ پانی وہ واحد عنصر ہے جو مادہ کی تینوں شکلوں میں پایا جاتا ہے یعنی ٹھوس شکل میں برف کی صورت میں۔ مائع شکل میں پانی اور گیس کی شکل میں آبی بخارات۔ تمام قسم کی زندگی کی بناوٹ میں پانی ایک لازمی جزو ہے بلکہ بہت بڑا جزو ہے۔ مثلاً انسان کا جسم دو تہائی پانی ہے۔ مرغی تین چوتھائی پانی ہے اور انناس کا پھل 4/5 حصہ پانی ہے کرہ ارض کا 70 فیصد پانی سے ڈھکا ہوا ہے۔ صرف 30 فیصد خشکی ہے۔ اور اس خشکی کو بھی پانی اپنی مختلف شکلوں میں تبدیل کرتا رہتا ہے۔ بارش۔ سمندر کی لہریں' دریاؤں کی روانی۔ گلیشیرز کا پہاڑوں سے پھسلنا یہ سب عمل زمین کی سطح میں بے شمار قسم کی تبدیلیاں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ پانی کرہ ارض کی آب و ہوا کو معتدل رکھنے میں بڑا کردار ادا کرتا ہے۔ مٹی۔ ریت' پتھر وغیرہ بہت جلد گرم اور ٹھنڈے ہو جاتے ہیں لیکن پانی دیر سے گرم اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے سردیوں میں گرم ہوا اور گرمیوں میں ٹھنڈی ہوا پانی سے خشکی کی طرف چل کر موسم کی شدت کو کم کرتی رہتی ہے۔ یہ پانی کی غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے ہی ہے کہ دنیا کی سب بڑی بڑی تہذیبیں اور بڑے بڑے شہر سمندروں اور دریاؤں کے کنارے ہی آباد ہوئے۔ جن علاقوں میں بارشیں کم ہوتی ہیں اور زیر زمین پانی بہت زیادہ گہرائی میں ہوتا ہے یا پتھریلی زمین کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ وہاں لوگوں کو روزمرہ کی زندگی کے لئے کھانے پینے نہانے دھونے وغیرہ کے کاموں کے لئے پانی دور دور سے اٹھا کر لانا پڑتا ہے اور باقاعدہ راشن بندی کے ساتھ پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پانی کا کوئی اور ذریعہ قریب نہ ہونے کی وجہ سے گدلے پانی کے ایک جوہڑ پر ملکیت حاصل کرنے کے لئے مختلف قبیلوں میں خونریز لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ پانی کے بغیر زندگی کا تصور ہی ممکن نہیں۔ علاوہ زندگی کی بقا کے۔ پانی فصلیں اگانے۔ شہروں کے گند کو بہالیجانے۔ بجلی پیدا کرنے اور تقریباً ہر قسم کی صنعت کی فیکٹریوں اور کارخانوں میں بہت وافر مقدار میں استعمال ہوتا ہے۔ اور جوں جوں صنعتیں ترقی کرتی ہیں پانی کی ضرورت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ انسان پانی کو حاصل کرنے کے نئے نئے طریق تلاش کرتا ہے اور پانی کی اہمیت اور زیادہ اجاگر ہوتی چلی جاتی ہے۔ انسان گویا پانی کا آقا بھی ہے اور غلام بھی۔

میٹھے پانی کا حصول

کرہ زمین پر پائے جانے والے کل پانی کا 97 فیصد سمندروں میں ہے جو بہت زیادہ نمکین ہونے کی وجہ سے ہمارے روزمرہ کے گھریلو استعمال' کھیتی باڑی اور صنعتوں کے کام نہیں آ سکتا۔ صرف 3 فیصد پانی قابل استعمال حالت میں ہے اور اس 3 فیصد کا تین چوتھائی حصہ ہماری پہنچ سے باہر ہے کیونکہ وہ پہاڑوں کی برف۔ گلیشیرز اور آئس برگ کی صورت میں ہے۔ زمین پر موجود قابل استعمال پانی کا صرف ایک چوتھائی حصہ دریاؤں اور زیر زمین پانی کی صورت میں ہمیں دستیاب ہے لیکن پھر بھی یہ اتنا ہے کہ ہماری تمام ضرورتوں کے لئے کافی ہے۔ گلیشیرز اور آئس برگ جو پہاڑوں پر جمی ہوئی برف کی شکلیں ہیں ان میں تمام دنیا کے دریاؤں اور جھیلوں میں ایک ہزار سال تک بہنے والے پانی کے برابر پانی موجود ہے۔ ہر شخص تقریباً سولہ ہزار گیلن پانی اپنی زندگی میں پینے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اور پانی کا ذخیرہ کبھی کم و بیش نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے ایسا زبردست قدرتی سائیکل بنا رکھا ہے کہ پانی کا استعمال ہونے والا ایک ایک قطرہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور مختلف صورتوں میں ہوتا ہوا بالآخر پانی کے کل ذخیرے میں آملتا ہے۔ ایک گلاس پانی جو ہم پیتے ہیں اس کے مالیکیول (ذرات) کروڑہا کروڑ دفعہ پہلے پیئے جا چکے ہوتے ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس پانی کا کچھ حصہ آج سے دو ہزار سال قبل سکندر اعظم نے پیا تھا دس ہزار سال قبل کسی جانور یا پودے میں سے ہو کر واپس آیا تھا۔ پانی ہمیں زندگی کی بقا کے لئے قدم قدم پر درکار ہے۔ اس کے بغیر کھانا نہیں کھا سکتے کیونکہ لقمہ کا تر ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہمارا جسم کھانے کو ہضم نہیں کر سکتا اور اس میں سے غذائیت نکال کر جزو بدن نہیں بنا سکتا۔ اس کے بغیر خون ہماری رگوں میں گردش نہیں کر سکتا۔ اس کے بغیر ہم اپنے جسم سے استعمال شدہ فالتو مادے باہر خارج نہیں کر سکتے۔ گویا پانی ہمارے لئے کھانے پینے کی ضروریات ہی پوری نہیں کرتا یہ ہر پہلو سے ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے اور اسی لئے ہر قسم کی زندگی کی بناوٹ تک میں بیشتر حصہ پانی ہی ہے۔ مثلاً انسان اور چوہے کے جسم کا 65 فیصد پانی ہے۔ ایک ہاتھی اور گندم کی ایک بالی کا 70 فیصد پانی ہے۔ ایک آلو اور ایک کیچوے کا 80 فیصد پانی ہے اور ایک ٹماٹر کا 95 فیصد حصہ پانی ہے۔ ایک آدمی کھانے کے بغیر دو ماہ تک زندہ رہ سکتا ہے مگر پانی کے بغیر ایک ہفتہ کے اندر وہ سخت اذیت ناک موت سے ہمکنار ہو جائے گا۔ عام حالات میں ہم دن بھر میں 24 لیٹر پانی پی جاتے ہیں اور چونکہ یہ وافر مقدار میں میسر ہے اس لئے اس کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ بھی ہم مختلف قسم کی سبزیوں' پھلوں اور مشروبات کے ذریعہ کتنا ہی پانی روزانہ استعمال کرتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت ہمیں پانی میسر نہ ہو سکے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہم صرف ایک گلاس پانی کی خاطر اپنی سب جائیداد اور [illegible] قربان کرنے پر تیار ہو جائیں۔ خدا ہر کسی کو ایسے وقت سے اپنی پناہ میں رکھے۔

میٹھے پانی کی تقسیم

خدا تعالیٰ نے کارخانہ قدرت میں پانی کی تقسیم کا انتہائی زبردست سائیکل تخلیق فرمایا ہے جس کی وجہ سے کل پانی کی ایک نہایت قلیل مقدار میٹھا پانی ہونے کے باوجود دنیا میں میٹھے پانی کی کبھی قلت پیدا نہیں ہو سکتی۔ دنیا کے کل پانی کا 97 فیصد ناقابل استعمال نمکین پانی کی صورت میں سمندروں میں ہے۔ باقی 3 فیصد پانی میں سے دو فیصد پہاڑوں پر گلیشیرز وغیرہ کی صورت میں جما پڑا ہماری پہنچ سے باہر ہے۔ صرف ایک فیصد پانی قابل استعمال حالت میں ہمیں دستیاب ہے اس میں سے بھی نصف حصہ پانی زیر زمین مختلف گہرائی میں پایا جاتا ہے اور بہت سے حصوں میں وہ بھی ہماری دسترس سے باہر ہے کیونکہ بہت زیادہ گہرائی میں ہے اور زمین پتھریلی ہونے کی وجہ سے کنواں یا نلکا نہیں لگ سکتا۔ تمام دنیا کے دریا اور جھیلیں مل کر میٹھے پانی کے ایک فیصد قابل استعمال حصہ کا 1/50 حصہ پانی پر مشتمل ہیں۔ میٹھے پانی کا ایک بہت بڑا ذریعہ بارش ہے چنانچہ جن علاقوں میں بارش زیادہ ہوتی ہے وہاں کبھی پانی کی کمی نہیں آتی۔ دریا اور جھیلیں سارا سال بھرے رہتے ہیں اور زیر زمین پانی کی فراوانی ہوتی ہے۔ ایسے علاقے کبھی خشک سالی اور قحط کا شکار نہیں ہوتے۔ زیادہ بارشیں ہو جانے سے دریا بپھر جاتے ہیں اور سیلاب ہزاروں میل رقبہ پر پانی کی چادر بچھا دیتے ہیں۔ یوں لگتا ہے سارے سمندروں کا پانی بادلوں میں سما گیا ہے۔ کئی کئی دن موسلادھار بارش ہونے سے جل تھل ایک ہو جاتے ہیں۔ لوگ پناہ مانگنے کے لئے اذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ بادل۔ ہوا میں موجود نمی۔ سمندروں کی سطح سے اٹھنے والے بخارات یہ سب کچھ ملا کر فضا میں پانی کی کل مقدار زمین پر پائے جانے والے قابل استعمال ایک فیصد میٹھے پانی کا صرف ایک ہزارواں حصہ ہے لیکن اس کے باوجود زمین پر میٹھے پانی کی کبھی قلت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کہیں قلت ہے تو وہ صرف غیر مساوی تقسیم کی وجہ سے ہے۔ روز افزوں صنعتی ترقی کے نتیجہ میں دنیا بھر میں نئی قائم ہونے والی بے شمار صنعتیں میٹھے پانی کے استعمال کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں کسی اور استعمال میں حتیٰ کہ کھیتی باڑی میں اور بجلی کی پیداوار میں بھی اتنا میٹھا پانی خرچ نہیں ہوتا جتنا صنعتی کارخانے مل کر کرتے ہیں۔ اس قدر میٹھے پانی کے استعمال کے باوجود اگر پانی کی قلت پیدا نہیں ہوتی تو اس کی وجہ پانی کا عظیم الشان سائیکل یا چکر ہے۔ دنیا کے کل پانی کا جو بخارات بن کر ہوا میں شامل ہو جاتا ہے۔ 85 فیصد سمندروں سے آتا ہے۔ یہ پانی جب بخارات بن کر اڑتا ہے تو نمکیات پیچھے رہ جاتے ہیں اور میٹھا صاف پانی بن کر اوپر بادلوں کی صورت میں جمع ہوتا ہے اور وہاں سے میٹھے پانی کی بارش کی صورت میں زمین پر آتا ہے جہاں وہ دریاؤں اور جھیلوں میں اور زیر زمین چلا جاتا ہے اور یوں حیوانات و نباتات کے کام آتا ہے فالتو پانی دریاؤں کے ذریعہ پھر واپس سمندر میں اور وہاں سے پھر بخارات کی صورت میں بارش بن کر زمین پر آتا ہے اور یوں رات دن یہ چکر چلتا رہتا ہے۔ گویا دیکھنے میں سمندر ناقابل استعمال کڑوے پانی سے بھرے ہوئے ہیں جن میں کل پانی کا 97 فیصد سمایا ہوا ہے لیکن دراصل یہ ہمارے لئے میٹھا پانی فراہم کرنے کی عظیم الشان فیکٹریاں ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ کسی بھی سمندر کے کڑوے پانی کا کوئی بھی حصہ ایسا نہیں ہوگا جو کم از کم ایک بار میٹھا پانی بن کر زمین پر نہ برسا ہو۔ ہوا میں میٹھے پانی کے بخارات جو اوپر بادلوں کی صورت میں جمع ہو کر بارش کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور بھی کئی ذرائع سے شامل ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ پودے دن رات اپنی جڑوں سے پانی زمین میں سے چوس کر پتوں کے ذریعہ فضا میں پھیلاتے رہتے ہیں مثلاً گندم یا مکئی کا ایک ایکڑ کا کھیت روزانہ چار ہزار گیلن پانی ہوا میں شامل کرتا ہے۔ ایک درخت کا نام ہی مسافروں کا درخت صرف اس لئے ہے کہ اس کی ہر شاخ کی جڑ میں ایک لیٹر پانی جمع رہتا ہے جہاں سے مسافر لے کر استعمال کرتے ہیں۔ اس سائیکل کی وجہ سے روئے زمین پر پانی کی مقدار ہمیشہ سے جو تھی آج بھی وہی ہے اور ہمیشہ اتنی ہی رہے گی۔ ایک قطرہ کم نہیں ہو سکتی۔

○○○○○○○○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے وطن کی سیر

مکرم ظہور احمد صاحب

گھنٹہ گھر پشاور

اگر آپ پشاور کے مشہور و معروف چوک ' چوک یادگار پہنچیں اور آپ کا داخلہ کچہری دروازے کی طرف سے ہو تو اس چوک کے بائیں جانب کو جو راستہ جاتا ہے اس پر مڑتے ہی آپ کی نظر ایک دیو قامت گھنٹہ گھر پر پڑے گی۔ اس کے متعلق روایت ہے کہ یہ گھنٹہ گھر اس جگہ پر تعمیر کیا گیا تھا جہاں حاکموں کی سواری سے باخبر کرنے والی پلی کھڑی تھی۔

گندھارا کے علاقے میں گھنٹہ گھروں کا وجود قدیم عہد میں نہیں ملتا کیونکہ آج کے گھنٹہ گھر سے مراد ایک گھڑی اور اس کا بجنے والا گھنٹہ ہے اور اس حوالہ سے اس سرزمین کا قدیم عہد بالکل خالی ہے۔ البتہ گھنٹہ گھر سے ملتی جلتی ایک اور شکل کا رواج ملتا ہے۔ جو عہد مغلیہ سے پہلے تک تھا۔ جس سے حاکم وقت کے شہر کے دورے کا اعلان مقصود ہوتا تھا۔ اس کی شکل کچھ یوں تھی کہ لکڑی کے تین بڑے بڑے ڈاگوں کو پلی کے انداز میں جوڑا جاتا یعنی ان کے اوپر والے تین سرے آپس میں ملے ہوتے اور نیچے والے تین سرے فاصلے فاصلے سے رکھ دیئے جاتے اس تکون نما شکل میں تانبے یا پیتل کا ایک تھال لٹکایا جاتا۔ اس تھال کے قریب ہی ایک دوسری پلی نما چرخی کے ساتھ لوہے کا بنا ہوا گولا یا ہتھوڑا نما لوہے کا ٹکڑا ہوتا۔ جس کا رابطہ ایک زنجیر یا رسی کے ذریعہ پلی کے درمیان کھڑے سپاہی سے ہوتا۔ حاکم یا بادشاہ جب محل سے نکلتا تو اس کو بجایا جاتا۔ جس کا مقصد یہ ہوتا کہ رعایا چوکس ہو جائے حاکم گذرنے والا ہے۔ اور جب شہر کا گشت شروع ہو جاتا تو پھر گنتی کی چوٹیں تھال پر لگتیں۔ جس کا مقصد ہوتا کہ رعایا مؤدب ہو جائے حاکم آن پہنچا ہے۔ ممکن ہے کسی عہد میں اس سے وقت معلوم کرنے کا بھی کام لیا گیا ہو۔ ظاہراً تو یہ پلی نما گھنٹہ حاکم وقت کی آمد سے عوام کو آگاہ کرتا تھا۔ پشاور کے بعض بزرگوں سے کچھ روایتیں ایسی بھی ملتی ہیں کہ یہ طریقہ پشاور میں سکھوں کے عہد میں بھی رہا ہے۔ مگر آج کے گھنٹہ گھروں کا وجود ماضی میں نہیں ملتا۔

پشاور کا گھنٹہ گھر اس جگہ قائم ہے جہاں کسی وقت حاکم کی سواری سے باخبر کرنے والی پلی کھڑی تھی۔ اس زمانے میں چوک یادگار ایک گہری کھائی کی طرح تھا۔ جس میں پانی بہتا تھا۔ گھنٹہ گھر والے مقام کو شہر کے دوسرے حصہ یعنی اندر شہر وغیرہ سے ملانے کے لئے یہاں پر ایک پل تعمیر کیا گیا تھا۔ جسے "پل پختہ" کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اس پل کا اب نشان تک نہیں مگر اس مقام کو اب بھی لوگ پختہ یا پلی پل کہتے ہیں۔ پل پختہ کے اس سرے پر جہاں گھنٹہ گھر ہے۔ یہیں سے حاکم وقت کی رہائش گاہ یا محل کا راستہ شروع ہوتا تھا۔ مغلوں اور سکھوں کے عہد کی یادگار عمارتیں تو اب بھی گھنٹہ گھر اور سرائے بیگم صاحبہ کے درمیانی فاصلے میں موجود ہیں۔ اور سرائے بیگم کو تو سکھوں کے گورنر ایوی ٹیل عرف ابو طبلہ نے ایک عرصہ تک اپنی رہائش کے طور پر بھی استعمال کیا۔ اس پلی کے ایک طرف تو یہ سب کچھ ہے اور دوسری طرف پل پختہ شروع ہوتا ہے۔ مغل عہد اور سکھ عہد میں اس کی صورت قدرے ملتی تھی۔ مگر انگریزی عہد میں اس مقام کی شکل و صورت میں بہت تبدیلی آئی۔ اب نہ وہ پل پختہ ہے اور نہ ہی چوک یادگار کھائی۔ بلکہ یہ مقامات اب پشاور کا مرکزی علاقہ معلوم ہوتے ہیں۔

اس گھنٹہ گھر کے متعلق دو روایتیں بڑی مشہور ہیں۔ پہلی روایت یوں کہ سیٹھ کالومل جو کہ ہندو تھا۔ اس کے اکلوتے بیٹے کو کوئی گھنٹہ گھر کی پہلی منزل سے جہاں کلاک ٹاور کی یادگاری تختی لگی ہوئی ہے وہاں سے اغوا کرکے لے گیا تھا۔ سیٹھ نے اس کے پیچھے دنیا چھان ڈالی مگر وہ کہیں نہ ملا۔ سیٹھ اپنے بیٹے کے غم میں دنیا سے کنارہ کش ہو گیا۔ اور اپنے بیٹے کی یاد میں اس نے اس پلی کے مقام پر جہاں سے وہ گھنٹہ بجا کر اپنے بیٹے کی گمشدگی کا اعلان کیا کرتا تھا ایک مینار یا برج بنا دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نے بعد میں گھنٹہ گھر بھی بنایا۔ سیٹھ کالو کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کریم پورہ کا رہنے والا تھا۔ اور کریم پورہ بازار میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف پہلی گلی میں بنا ہوا مندر بھی اس نے اپنے بیٹے کی یاد میں بنایا تھا۔

دوسری روایت جو کہ مستند بھی معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ایک ہندو ٹھیکیدار لالہ بالمکند نے 1900ء میں اسے تیار کرایا۔ لالہ بالمکند سرکار انگریزی کا بہت بڑا ٹھیکیدار تھا۔ ہمیشہ گورنمنٹ کے تعمیری کام اور بینکوں کے ٹھیکے پورے پنجاب میں اس کے پاس ہوا کرتے تھے۔ غالباً یہ اس دور کا واقعہ ہے جبکہ ڈائمنڈ جوبلی منانے کے لئے صوبہ سرحد کے مسلمانوں نے جب زیادہ خوشی کا اظہار نہ کیا تو ہندوؤں کو سرکار انگریزی کو خوش کرنے کا موقع ہاتھ آگیا۔ اور انہوں نے اس سے فائدہ حاصل کیا۔ اس زمانے میں سارے ہندوستان میں ہندوؤں کی پالیسی تھی۔ جس کی وجہ سے انگریز مسلمانوں سے زیادہ ہندوؤں پر بھروسہ کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ لالہ بالمکند نے اس گھنٹہ گھر کی تعمیر کرنے کے لئے علیحدہ اینٹوں کا بھٹہ بنایا تھا۔ جس میں خاص حجم اور خاص سائز کی اینٹوں کا رواج نہیں تھا۔ لیکن بعد میں اینٹوں کے اس سائز نے خوب رواج پایا اور آج کل تو ان اینٹوں کا عام رواج ہے۔ قدیم زمانے میں اس مقام کے آس پاس مچھلی کی مارکیٹ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ کھائی جس پر پانی بہتا تھا یہی مقام اس کا کنارا تھا۔ اور ممکن ہے کہ لوگ مچھلیوں کا شکار اس کنارے پر کرتے ہوں۔ اس لئے گھنٹہ گھر کی تعمیر سے پہلے دور کے متعلق بھی پلی کے آس پاس مچھلیوں کی مارکیٹ کا شہر کی قدیم لوک کہانیوں میں ذکر ملتا ہے۔ اور یہی روایت آج بھی قائم ہے کہ سارے شہر کی مرکزی مچھلی مارکیٹ اسی جگہ موجود ہے۔ اور اب یہاں پر چارسدہ' اٹک اور کراچی سے مچھلی آتی ہے۔ ورنہ سجے سجائے علاقے میں اچانک مچھلیوں کی رکاوٹیں عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے۔

گھنٹہ گھر کی بنیادوں کو نو پہلوؤں کی شکل دی گئی تھی اور پھر اس کی چار منزلوں کو بالترتیب چھوٹا کرتے کرتے اس کے مینار کو چڑھایا گیا۔ یہ مینار جب اپنی آخری منزل پر پہنچا تو چار پہلو رہ گئے۔ انہیں چار پہلوؤں میں لندن سے تحفے میں آئی ہوئی چار گھڑیاں نصب کی گئیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ اسی قسم کی گھڑیاں ہیں جو لندن کے کلاک ٹاور میں نصب ہیں۔

گھنٹہ گھر کی پہلی منزل کھوکھوں اور دکانوں کی وجہ سے چھپی ہوئی ہے۔ تقریباً 100 سال گزر جانے کے باوجود یہ عمارت اب بھی نہایت اچھی حالت میں ہے۔ مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مرمت وغیرہ کی طرف بالکل کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ اب تو گھڑیال بھی اکثر خراب ہی رہتا ہے۔ ایک گھڑی ساز جو کچھ دردمند دل رکھتا تھا۔ آج سے کچھ مدت پہلے تک تیسری چوتھی منزل پر چڑھ کر اس کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ مگر ایک عرصہ ہوا وہ گھڑی ساز فوت ہو چکا ہے۔ اور اس کی دیکھ بھال کرنے والا غالباً کوئی نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مکرم فاروق ناصر صاحب

کرکٹ کے ریکارڈز

○ پاکستانی وکٹ کیپر بیٹسمین معین خان 23۔ جنوری 2000ء کو ایک روزہ انٹرنیشنل کرکٹ کا تیسرا کھلاڑی بن گیا جس نے کیچ حاصل کرنے کی ڈبل سینچری مکمل کر لی۔ اس نے میلبورن پر آسٹریلوی بیٹسمین مارک واہ کو عبدالرزاق کی گیند پر کیچ کرکے یہ اعزاز حاصل کیا۔ تو یہ اس کا 153واں میچ تھا۔ گذشتہ سال 28۔ مئی کو کیریئر کے 2 ہزار رنز مکمل کرنے والا یہ وکٹ کیپر دنیا کا پہلا کھلاڑی بن گیا ہے۔ جس نے 2 ہزار سے زائد رنز بنانے کے علاوہ 200 سے زائد کیچ بھی حاصل کر رکھے ہیں۔

○ بائیں ہاتھ کے بھارتی بیٹسمین سوراو گنگولی نے ایڈیلیڈ میں 25۔ جنوری کو پاکستان کے خلاف 141 رنز کی اننگ کے دوران پانچ ہزار ون ڈے رنز کا سنگ میل پار کر لیا جو عالمی کرکٹ کا 25واں کھلاڑی ہے۔ جس نے محدود اوورز کی کرکٹ میں پانچ ہزار رنز اسکور کر رکھے ہیں۔

○ ایلسٹر کیمبل زمبابوے کا تیسرا کھلاڑی اور عالمی کرکٹ کا 59واں بیٹسمین بن گیا۔ جب اس نے 21۔ جنوری کو جوہانسبرگ میں جنوبی افریقہ کے خلاف اپنے کیریئر کی 115ویں اننگ کے دوران 29 رنز کی اننگ کھیل کر تین ہزار رنز کا سنگ میل عبور کر لیا۔

○ 28۔ جنوری کو پاکستانی آل راؤنڈر وسیم اکرم نے بھی اپنی 229ویں اننگ کے دوران 31 رنز اسکور کئے اور تین ہزار رنز بنانے والا 60واں عالمی اور نواں پاکستانی کھلاڑی بن گیا جو کہ نو دن قبل ایک روزہ کرکٹ میں 400 وکٹوں کا سنگ میل عبور کر چکا ہے۔

○ 25۔ جنوری کو بھارتی کھلاڑی انیل کمبلے نے پاکستان کے خلاف ایڈیلیڈ میں 4/40 کی کارکردگی کے دوران معین خان کو ایل بی ڈبلیو کر کے اپنی 250 وکٹیں مکمل کر کے دنیا کا چوتھا کھلاڑی بن گیا۔

○ جنوبی افریقہ کے ممتاز کھلاڑی لانس کلوسنر نے 2۔ فروری کو زمبابوے کے کھلاڑی مرے گڈون کو ایل بی ڈبلیو کیا تو یہ 70 میچوں پر مشتمل کیریئر میں اس کی 100ویں ون ڈے وکٹ تھی۔ وہ چوتھا جنوبی افریقی اور 52واں عالمی کھلاڑی ہے۔

○ 19۔ فروری کو آکلینڈ میں کیوی وکٹ کیپر ایڈم پرورے کرس کیرنز کی گیند پر مارک واہ کو کیچ کر کے اپنی سنچری مکمل کر کے پہلا کیوی اور 13واں عالمی کھلاڑی جو کہ 2 ہزار سے زائد رنز کر کے اب دسواں وکٹ کیپر بیٹسمین بن گیا ہے۔

○ 16۔ فروری کو پاکستان کے خلاف گوجرانوالہ میں سری لنکن کپتان سنتھ جے سوریا نے میدان میں قدم رکھا تو یہ اس کا 200واں ایک روزہ بین الاقوامی میچ تھا۔ جو چوتھا سری لنکن اور 18واں عالمی کھلاڑی ہے۔

○ 2۔ فروری کو میلبورن میں پاکستان کے خلاف آسٹریلیا کا رکی پونٹنگ ون ڈے میچوں کی سنچری مکمل کر کے 13واں آسٹریلوی جبکہ عالمی کرکٹ کا 101واں کھلاڑی قرار پایا جو ون ڈے میچوں کی سینچری کا اعزاز رکھتے ہیں۔

○ 4۔ فروری کو پاکستان کا شاہد آفریدی بھی آسٹریلیا کے خلاف دوسرے فائنل میں ون ڈے میچوں کی سینچری مکمل کر کے دنیا کا 102واں اور 18واں پاکستانی کھلاڑی بن گیا۔

○ پاکستان کے عبدالرزاق نے پچاس ون ڈے وکٹیں مکمل کر لیں۔ 20 سال کی عمر میں عبدالرزاق نے جو کہ اپنا 36واں میچ کھیل رہا تھا انیل کمبلے کو بولڈ کر کے یہ اعزاز حاصل کیا اور 16واں پاکستانی اور جبکہ 116واں عالمی کھلاڑی بن گیا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عطیہ خون دے کر دکھی انسانیت کی خدمت کیجئے

عطیہ خون خدمت بھی عبادت بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

محرروں کی ضرورت

○ دفتر وقف جدید کو دو محررین درجہ دوم کی ضرورت ہے۔ جو نوجوان خدمت دین کا شوق رکھتے ہوں اور کم از کم تعلیم میٹرک ہو۔ وہ اپنی درخواستیں درج ذیل کوائف پر مشتمل مقامی صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ ارسال فرمادیں۔

نام۔ ولدیت۔ سکونت۔ تعلیم۔ تعلیمی سند کی فوٹو کاپی۔ تاریخ بیعت۔ دینی مطالعہ درخواستیں موصول ہونے کی تاریخ 5۔ جون 2000ء ہے۔

(ناظم ارشاد وقف جدید)

درخواست دعا

○ مکرم نعیم احمد صاحب خالد تحریر فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ بشریٰ اقبال صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اقبال صاحب چکلالہ راولپنڈی ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں اس وقت حالت انتہائی تشویشناک ہے انتہائی نگہداشت کے وارڈ سی ایم ایچ راولپنڈی میں داخل ہیں اور بے ہوشی طاری ہے۔ احباب کرام سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

○ مکرم ندیم احمد باسط صاحب مربی سلسلہ (سمبی بصری پاکستان) کی والدہ مکرمہ امتہ المجید صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالباسط صاحب مرحوم کے پتہ کا کامیاب آپریشن 14۔ مئی کو ہوا تھا۔ موصوفہ ہسپتال سے گھر آچکی ہیں۔ ان کی مکمل صحت یابی اور آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ

○ 30۔ اپریل کو یمن بلاک کا اجتماعی وقار عمل قبرستان عام میں ہوا جس میں 91 خدام نے شرکت کی۔ اسی جگہ دوسرا وقار عمل 14۔ مئی کو ہوا جس میں 73 خدام شریک ہوئے۔

ماہ اپریل میں 45 حلقہ جات کے تحت وقار عمل کے 76 پروگرام منعقد ہوئے جس میں 2197 خدام نے شرکت کی اور ایک سو چودہ گھنٹے صرف ہوئے بیوت الذکر' سڑکوں کی صفائی کی گئی اور پودوں کے لئے گڑھے کھودے گئے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سانحہ ارتحال

○ مکرم ملک بشیر احمد صاحب اعوان ریٹائرڈ (انسپکٹر وقف جدید) 23/15 دارالیمن شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم ملک شہادت خان صاحب مجوکہ ولد مکرم ملک عمر مجوکہ صاحب ساکن عمر آباد مجوکہ تحصیل نور پور تھل ضلع خوشاب لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد اپنے بڑے بیٹے ملک محمد خان صاحب مجوکہ ناصر آباد شرقی ربوہ کے ہاں بعمر 95 سال مورخہ 12 اور 13۔ مئی 2000ء کی درمیانی شب وفات پاگئے ہیں۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے اور احمدیت کے لئے خاص جوش اور غیرت رکھتے تھے۔ آپ کی یادگار دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔

13۔ مئی کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین مکمل ہونے پر محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (دعوت الی اللہ) نے دعا کروائی۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنا نام نذیر احمد ولد عنایت علی سے تبدیل کر کے طاہر احمد ولد عنایت علی رکھ لیا ہے۔ لہٰذا آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

طاہر احمد ولد عنایت علی
جسوکی P/O خاص تحصیل و ضلع گجرات

بقیہ صفحہ 1

پر تعلیم حاصل کرے۔

2۔ تعلیمی مسائل حل کرنے کے لئے ہر جماعت میں "تعلیمی کمیٹی" قائم کی جائے اور اس کمیٹی کے ذریعہ جملہ تعلیمی مسائل حل کرنے میں مدد لی جائے۔ لڑکیوں کے تعلیمی مسائل حل کرنے کے لئے لجنہ اماء اللہ اور لڑکوں کے تعلیمی مسائل حل کرنے کے لئے خدام الاحمدیہ سے بھرپور مدد لی جائے۔

3۔ نظارت تعلیم کی طرف سے شائع ہونے والے اعلانات کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے اور عام استفادہ کے لئے سینٹرز پر آویزاں کیے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ طلبہ فائدہ اٹھاسکیں۔

4۔ وہ طالبات جو مخلوط (Co-Education) تعلیمی ادارہ میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں وہ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے متعلقہ فارم منگوا کر پر کر کے ارسال کریں تاکہ پردہ میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حضور انور سے لی جاسکے۔

(نظارت تعلیم)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

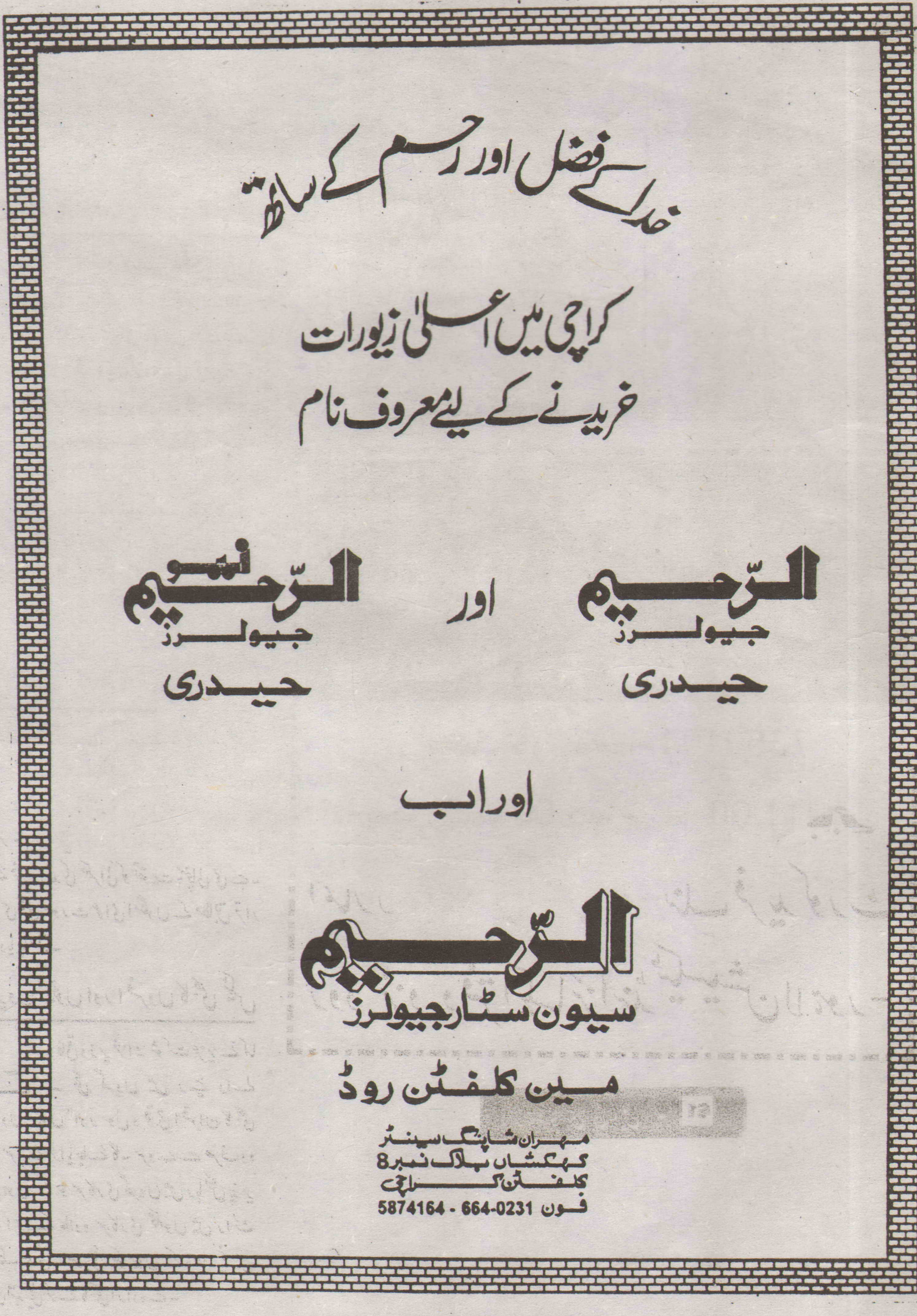

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ : 30۔ مئی۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں
کم سے کم درجہ حرارت 32 سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 45 سنٹی گریڈ
بدھ 31۔ مئی غروب آفتاب۔ 7-11
جمعرات یکم۔ جون طلوع فجر۔ 3-23
جمعرات یکم۔ جون طلوع آفتاب 5-01

ٹاسک فورسز بنانے کا حکم

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے صوبوں کو ہدایت کی ہے کہ اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی کے لئے گورنروں کی سربراہی میں ٹاسک فورسز بنائی جائیں۔ جن میں صوبائی وزراء' چیف سیکرٹری اور کچھ دیگر ارکان شامل ہوں۔ انہوں نے اضلاع اور صوبوں کے درمیان نئے تعلقات' نئے رولز آف بزنس اور اضلاع کے لئے حکومتوں کے افسروں کی تربیت پر بھی زور دیا۔

صنعتکار بھی ہڑتال میں شامل

انکم ٹیکس سروے کے خلاف تاجروں کی ہڑتال کے دوران ملک کے تمام بڑے شہروں میں شٹرڈاؤن رہا۔ فیصل آباد کی پاور لومز انڈسٹری اور گوجرانوالہ کے متعدد صنعتکاروں نے بھی ہڑتال میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اسلام آباد' راولپنڈی' پشاور' فیصل آباد' گوجرانوالہ' سیالکوٹ' ملتان' ٹوبہ اور سرگودھا میں مارکیٹیں اور بازار بند رہے۔ لاہور میں 75 فیصد ہڑتال رہی۔ لاہور میں حکومت نے ہڑتال کے حامی تاجروں کی گرفتاریاں بھی شروع کر دی ہیں۔ کراچی میں مارکیٹیں بند رہیں اور سرگودھا اور ملتان میں ٹیکس سروے کے خلاف مظاہرے بھی ہوئے۔

سی بی آر کے ایک ہزار ملازمین معطل

سنٹرل بورڈ آف ریونیو نے بدعنوان' غیر مستعد' قانون کی خلاف ورزی کرنے والے' سرکاری راز افشا کرنے والے اور ملکی سلامتی کے خلاف کام کرنے والے سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کا آغاز کردیا ہے۔ ایک ہزار سے زائد معطل ہونے والے افسروں اور اہلکاروں کا تعلق کسٹمز' ایکسائز' سیلز ٹیکس اور انکم ٹیکس گروپ سے ہے۔

ڈھائی ارب ڈالر کے قرضے کی امید

وزیر خزانہ شوکت عزیز نے بین الاقوامی مالیاتی فنڈز (آئی ایم ایف) سے اپنی بات چیت کو اطمینان بخش قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ تین ماہ میں فنڈ سے قرضہ کی پہلی قسط موصول ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ توقع ہے کہ آئندہ تین سال میں پاکستان کو آئی ایم ایف کی طرف سے 2.5 ارب ڈالر کے قرضوں کا پیکیج حاصل ہو جائے گا۔

حکومت پہلے بھی جاسکتی ہے۔

چیف ایگزیکٹو کے مشیر اطلاعات جاوید جبار نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت 3 برس یا اس سے بھی پہلے جا سکتی ہے۔ وہ ڈیفنس سوسائٹی کی تقریب میں خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سیاست کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اور ہمیں ایٹمی صلاحیت کا جشن منانے کی بجائے مسائل کے حل کے لئے غور و فکر کرنا چاہئے۔

ہڑتال نہ کریں' مذاکرات کے لئے تیار ہیں

وفاقی وزیر خزانہ شوکت عزیز نے کہا ہے کہ حکومت تاجروں سے مذاکرات کے لئے ہر وقت تیار ہے مگر مذاکرات کے لئے ماحول سازگار ہونا چاہئے۔ شٹرڈاؤن کا سلسلہ نہیں ہونا چاہئے۔ ملک ایسے مرحلے پر ہے جہاں ہم سب کو مل جل کر ملکی استحکام اور اس کی ترقی کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ تاجر برادری ملکی مفاد میں تجاویز پیش کرے۔ حکومت ان کا خیر مقدم کرے گی۔

سابق دور حکومت میں آمریت قائم تھی۔

سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے ابزرویشن دی ہے کہ 12۔ اکتوبر 1999ء کو جب فوج نے اقتدار سنبھالا تھا تو اس وقت ملک میں جمہوریت نہیں بلکہ ایک گروپ کی آمریت قائم تھی۔ سابق حکومت کی پالیسیوں نے ملکی معیشت تباہ کرکے رکھ دی۔ سابق وزیر اعظم نواز شریف اور ان کے ساتھی عدلیہ کا مذاق اڑاتے رہے۔ عدالت عظمیٰ نے اس رائے کا اظہار 12۔ اکتوبر 1999ء کے فوجی اقدام اور ایمرجنسی کے نفاذ کے خلاف دائر سات رٹ پٹیشنوں کو مسترد کرتے ہوئے اپنے متفقہ فیصلے میں کیا ہے۔

جنرل مشرف کو ترمیم کا اختیار

سیاستدانوں' وکلاء اور دانشوروں نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ سپریم کورٹ کے 12۔ مئی 2000ء کے فیصلے کے تحت چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کو آئین میں ترمیم کا اختیار دے کر ملک میں جمہوریت کی بجائے فرد واحد کی حکمرانی کو تقویت پہنچائی گئی ہے۔ جسے کسی بھی صورت عوامی امنگوں کے مطابق قرار نہیں دیا جاسکتا۔

وزیروں' ججوں اور افسروں کا بھی ٹیکس سروے

وفاقی وزیر خزانہ شوکت عزیز نے کہا کہ نجی گھروں میں رہنے والے وزیروں' ججوں' اور سول و فوجی افسران کا بھی ٹیکس سروے کرایا جائے گا۔ سروے سے صرف وہ مستثنیٰ ہوں گے جو سرکاری گھروں میں رہائش پذیر ہیں۔ اس کے علاوہ سرکاری محکموں میں رائٹ سائزنگ ہوگی۔ صوبائی حکومتوں کے ڈھانچے میں بنیادی تبدیلی کرنے کا بھی ارادہ ہے۔

تعلیمی اداروں میں تعطیلات

شدید گرمی کے پیش نظر پنجاب نے تمام سرکاری اور نجی سکولوں میں 3۔ جون سے موسم گرما کی تعطیلات کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم ایسے تعلیمی اداروں کو جنہوں نے اس تاریخ میں امتحانات کا شیڈول ترتیب دے رکھا ہے۔ ایک ہفتے کی رعایت دی گئی ہے۔ تمام سکول موسم گرما کی تعطیلات کے خاتمے پر 23۔ اگست کو دوبارہ کھلیں گے۔

صنعتکار ندیم اختر قتل کیس تفتیش مکمل

فیصل آباد کے صنعتکار ندیم اختر قتل کیس کی تفتیش مکمل ہوگئی ہے۔ مقتول کو زبردست تشدد کا نشانہ بنایا گیا جس پر اس کی موت واقع ہوئی۔ ریجن کرائم پولیس نے تین انسپکٹروں اور تین کانسٹیبلوں کو گرفتار کرلیا۔

حکومت میں سیاستدانوں کو شامل کرنے کا فیصلہ

حکومت نے وفاقی اور صوبائی کابینہ میں سیاسی جماعتوں کے تجربہ کار اور باصلاحیت افراد کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس ضمن میں پیپلز پارٹی کے رہنما شاہ محمود قریشی کو وفاق میں وزارت دینے اور رانا اکرام ربانی کو پنجاب میں وزیر بنانے کی پیشکش کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ فوجی حکومت نے ملک بھر سے تین سو سیاستدانوں کے بارے میں تحقیقات کرائیں جن میں سے صرف بیس کے قریب سیاستدان کلیئر کئے گئے۔ تحقیقات میں سیاستدانوں کی گذشتہ کارکردگی ایمانداری اور کردار کے متعلق آگاہی حاصل کی گئی۔

تاجروں کی دھمکی

فوج کے خلاف تاجر سڑکوں پر نہیں آئیں گے مطالبات کی منظوری تک غیر معینہ مدت کے لئے ملک بھر میں ہڑتال کریں گے۔ مجبور کیا گیا تو تاجر اپنا سرمایہ بیرون ملک منتقل کر دیں گے۔ یہ باتیں تاجر تنظیموں پر مشتمل ٹریڈرز الائنس کے رہنماؤں نے پریس کانفرنس میں کیں۔

پاکستان اور بھارت کے لیڈر

بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ایٹمی دنیا میں قدم رکھنے کے لئے عقل و دانش اور صبر و حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ابھی تک پاکستان اور بھارت کے رہنما اس نعمت سے محروم چلے آرہے ہیں۔ اپنے ایک مضمون میں بے نظیر نے لکھا ہے کہ پاکستان اور بھارت نے ایٹمی دھماکے کرکے دنیا کو حیرت میں مبتلا کیا ہے۔

ان سلے اور ریڈی میڈ کوٹ برقعوں پر حیرت انگیز سیل

ڈبل امبریلا کڑھائی جاپانی نمبر 1 کوالٹی	650	550
کلیاں + امبریلا جاپانی نمبر 1 کوالٹی	500	400
سادہ برقعہ جاپانی نمبر 1 کوالٹی	450	375
نیز ان سلہ برقعہ جاپانی نمبر 1 کوالٹی	350	250
کوریا تائیوان کوالٹی	300	225

نوٹ۔ یہ پیشکش محدود مدت کیلئے ہے

باجوہ کلاتھ سٹورز

گولبازار ربوہ فون 213568

ٹیکس سروے اور اس سے متعلق قانونی مسائل پر بلا معاوضہ قانونی مشورے کے لئے

رابطہ فون نمبر: 7350104

وقت رات 8:00 بجے تا 11:00 بجے

اثمار لاء ایسوسی ایٹس 4۔ لنک فرید کورٹ روڈ نزد دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور۔

رجسٹرڈ سی پی ایل نمبر 61